کے لیے توبہ کی منزل پر اترنا درست کر دیتا ہے؛ کیونکہ جب وہ اپنا احتساب کرتا ہے تو اسے اپنے اوپر لازم حق کا پتہ چلتا ہے، تو وہ اس سے عہدہ برآ ہو جاتا ہے۔ اور حق اس کے حقدار تک پہنچا دیتا ہے۔ اور یہی توبہ کی حقیقت ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ توبہ دو احتسابوں کے درمیان ہوتا ہے: ایک احتساب توبہ سے پہلے ہوتا ہے جو اس کے واجب ہونے کا تقاضا کرتا ہے، اور ایک احتساب توبہ کے بعد ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کا تقاضا کرتا ہے۔[مدارج السالکین]

اخوت اسلامی قسط (۳۵)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل طبقہ

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ وأرضاہ

عبدالرحیم روزی

آپ رضی اللہ عنہ کا عزم صمیم اور عراقیوں کی بہانہ بازیاں

مؤرخ ابن جریر الطبری لکھتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شامیوں کے مقابلے کے لیے عراقیوں کی سردمہری دیکھی تو ان کے سامنے تقریریں کیں۔ جن میں انہیں جہاد پر رغبت دلانے والی آیات کریمہ پڑھ کر سنائیں، دشمن سے مقابلہ کے لیے ابھارا؛ مگر وہ بت کی طرح جگہ سے نہیں ہلے۔ مجبوراً آپ رضی اللہ عنہ اپنے دار الخلافہ کوفہ واپس تشریف لے آئے۔

جب مصر میں آپ رضی اللہ عنہ کے والی محمد بن ابوبکرؒ کو شہید کیا گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ایک طویل خط لکھا، جس میں اس کی شہادت پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے سراً وجہراً اپنے لوگوں کو مقابلہ کے لیے ترغیب دی؛ مگر انہوں نے ساتھ نہ دیا اور عذر لنگ پیش کیا۔ مزید فرمایا: ''**فواللہ لولا طمعی عند لقائی عدوی فی الشھادۃ، وتوطینی نفسی علی المنیة، لأحببت أن لا أبقی مع ھؤلاء یومًا واحدًا ولا ألتقی بھم أبدًا**'' [نھج البلاغة مکتوب: ۳۵] ''سو اللہ کی قسم! میرے دشمن سے آمنے سامنے ہونے پر شہادت کی تمنا نہ ہوتی تو چاہتا کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی نہ رہوں اور نہ کبھی ان سے ملاقات کروں۔''

اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا: ''کب تک میں تمہارے ساتھ ایسی نرمی اور رعایت کرتا رہوں گا، جیسی ان اونٹوں سے کی جاتی ہے جن کی کوہانیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوں اور ان پھٹے پرانے کپڑوں سے جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔ جب بھی شامیوں کے ہراول دستوں میں سے کوئی دستہ تم پر منڈلاتا ہے، تو تم سب کے سب اپنے (گھروں کے) دروازے بند کر لیتے ہو اور اس طرح اندر دبک جاتے ہو، جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں، اور بجو اپنے بھٹ میں دبک جاتا ہے۔ جس شخص کے تمہارے جیسے مددگار ہوں اسے ذلیل ہی ہونا ہے۔'' اھ [**نھج البلاغة ترجمه از مفتی جعفر حسین خطبه: ٦٧**]

جب یمن کا سپہ سالار سعید بن نمران 'بسر بن ارطاۃ سے مغلوب ہو کر پلٹ آیا تو ایک طویل تقریر فرمائی۔ جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالہ کا بھی امین بناؤں، تو یہ ڈر رہتا ہے کہ وہ کنڈے کو توڑ کر لے جائے گا۔ اے اللہ! وہ مجھ سے تنگ آ چکے ہیں اور میں ان سے۔ وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور میں ان سے۔ مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انہیں کوئی بُرا حاکم دے......'' اھ[نهج البلاغة خطبة ۲۵]

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقام عین التمر پر دھاوا بول دینے کے لیے ایک دستہ بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کے حاکم مالک بن کعب کی طرف کمک بھیجنے کے لیے لوگوں کو ترغیب دی، مگر صرف تین سو آدمی تیار ہوئے، جس سے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ بددل ہو گئے اور خطبہ میں ارشاد فرمایا:

''میرا ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے، جنہیں حکم دیتا ہوں تو مانتے نہیں، بلاتا ہوں تو آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ تمہارا برا ہو۔ اب اپنے اللہ کی نصرت کرنے میں تمہیں کس چیز کا انتظار ہے؟! کیا دین تمہیں ایک جگہ اکٹھا نہیں کرتا اور غیرت وحمیت تمہیں جوش میں نہیں لاتی؟! میں تم میں کھڑا چلا تا ہوں اور مدد کے لیے پکارتا ہوں؛ لیکن تم نہ میری کوئی بات سنتے ہو، نہ میرا کوئی حکم مانتے ہو......'' اھ[نهج البلاغة خطبة: ۳۹]

جب شامی فوج نے عین التمر، انبار، تیماء اور تدمر پر حملہ کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لمبا تاریخی خطبہ دیا، جس میں فرمایا: ''اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لیے کہتا ہوں، تو تم کہتے ہو کہ یہ انتہائی شدت کی گرمی کا زمانہ ہے۔ اتنی مہلت دیجیئے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے۔ اور اگر سردیوں میں چلنے کے لیے کہتا ہوں، تو تم کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے، اتنا ٹھہر جائیے کہ سردی کا موسم گزر جائے۔ یہ سب سردی اور گرمی سے بچنے کے لیے باتیں ہیں۔ جب تم سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگتے ہو، تو پھر اللہ کی قسم! تلواروں کو دیکھ کر اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے......'' اھ[نهج البلاغة خطبة ۲۷]

یہ صرف آپ رضی اللہ عنہ کے بہت سارے خطبوں میں سے چند اقتباسات ہیں۔ جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ جیسے ماہر فنون سپہ گری کو بھی جب نافرمان و ناقدر شناس مددگاروں سے پالا پڑا، تو اپنے مطلوبہ اہداف حاصل نہ کر سکے۔ ایسے قائدین کے لیے اپنے جیسے جاں نثار میسر ہوتے، جس طرح رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے لیے حاصل ہوئے، تو نہ صرف اپنے مخالفین پر کنٹرول کرتے؛ بلکہ اسلامی فتوحات کا

مبارک سلسلہ بھی چہار دانگ عالم تک پھیل جاتا۔ غیر مسلم ممالک اسلامی خلافت میں شامل ہو جاتے۔ ان لوگوں نے آپ ﷛ کو نہ جانا، انہیں آپ ﷛ کی پہچان نہ ہوسکی۔ ''خر چہ جانے قدرِ زعفران!''

امام ابن کثیر لکھتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت علی ﷛ کو حالات نے بہت مکدر کر دیا تھا۔ ان کی فوج میں بے راہروی تھی۔ اہل عراق نے مخالفت شروع کی تھی، ان کے ساتھی تعاون سے جی کترا رہے تھے۔ ادھر شامیوں کی قوت زور پکڑ چکی تھی۔ اب وہ دائیں بائیں حملے کرتے اور مال لوٹ رہے تھے۔ عراق کے امیر حضرت علی ﷛ اس روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں سب سے اعلیٰ افضل انسان تھے۔ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار، دنیا سے بے غرض و بے رغبت، زیادہ علم و فضل کے حامل، خوف الٰہی رکھنے والے تھے۔ پھر بھی لوگوں نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا، ان سے کنارہ کش ہوگئے۔ یہاں تک کہ خود امیر المؤمنین ﷛ اپنی زندگی سے اُکتا گئے اور موت کی تمنا کرنے لگے۔ کہتے تھے: ''یہ (ریش مبارک) اس کے خون سے رنگے جائیں۔'' بالآخر یہی ہو کر رہا۔ [البداية والنهاية ٧/٣٢٤]

سیدنا علی مرتضیٰ ﷛ کی شہادت:

واقعہ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقع پر جمع ہو کر حالاتِ حاضرہ پر گفتگو کی۔ بحث و مباحثہ کے بعد بالاتفاق یہ رائے طے پائی کہ جب تک تین آدمی: حضرت علی ﷛، امیر معاویہ ﷛ اور عمرو بن العاص ﷛ صفحہ ہستی پر موجود ہیں؛ دنیائے اسلام کو خانہ جنگیوں سے نجات نصیب نہیں ہوسکتی۔ پھر ابن ملجم نے حضرت علی ﷛ کو، برک نے معاویہ ﷛ کو اور عمرو نے عمرو بن العاص ﷛ کو صفحہ ہستی سے ختم کرنے کا عہد و پیمان کیا اور قسم کھائی کہ اس معاہدے کو نہیں توڑیں گے۔ شاہ معین الدین نے برک کی جگہ نزال اور عمرو کی جگہ عبداللہ کہا ہے۔ حضرت علی ﷛ جب بھی ابن ملجم مرادی کو دیکھتا، تو یہ شعر پڑھتے تھے:

أُرِيدُ حياتَه ويريدُ قتلِي   مَن عزيرُکَ مِن خليلِکَ مِن مرادِ

''میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے۔ تیرے دوست مرادی کی طرف سے عذر پیش کرنے والا کون ہے؟!''

آخر پروگرام کے مطابق ابن ملجم کوفہ پہنچ گیا اور شب جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو اس دروازے کے

چھجے کے نیچے چھپ گیا، جس سے حضرت علی ؓ نماز کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ جس وقت آپ ؓ نماز فجر کے لیے نکلے اور سونے والوں کو بیدار کرنے کے لیے ''الصلاۃ، الصلاۃ'' کہہ کر پکارنے لگے۔ لوگ بیدار ہو رہے تھے کہ اس نے آپ ؓ کے سر کے اگلے حصہ پر وار کیا۔ سر کے خون سے ریش مبارک رنگین ہوگئی۔

آپ ؓ نے اپنے صاحبزادے حسن ؓ و حسین ؓ کو ایک طویل وصیت کی، جس کے آخر میں فرمایا: ''اے عبدالمطلب کے فرزندو! مسلمانوں کا بے تکلف خون نہ بہانا، تم کہو گے: امیرالمؤمنین قتل کر دیے گئے؛ مگر خبردار! میرے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کرنا۔ دیکھو اگر میں اس کے وار سے مر جاتا ہوں، تو اس پر بھی ایک ہی وار کرنا، اس کا مثلہ نہ کرنا۔'' اھ [**مشحجر الأولياء، الرياض النضرة فى مناقب العشرة** ؓ]

جندب بن عبداللہ نے عرض کیا: اے امیرالمؤمنین! آپ کے بعد ہم لوگ حسن ؓ کے ہاتھ پر بیعت کریں؟'' فرمایا: ''اس کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ تم لوگ خود اس معاملے کو طے کرلو۔'' [**طبری**]

جب وفات قریب آئی تو لوگوں نے عرض کیا: امیرالمؤمنین! کسی کو خلیفہ بنا دیجئے! فرمایا ''نہیں، یہ کام تم پر چھوڑتا ہوں، جس طرح نبی کریم ﷺ نے چھوڑا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بہتری کا ارادہ فرمائے گا، تو تم میں سے جو مناسب ترین فرد ہوگا، اس پر تم کو جمع کر دے گا۔ جیسا کہ تم لوگوں کو رسول اکرم ﷺ کے بعد سب سے بہتر فرد پر جمع کر دیا تھا۔'' [البداية والنهاية] آپ ؓ کے اس ارشاد میں یہ صریح تعلیم ہے کہ انتخاب خلیفہ کے حوالے سے شورائی نظام کی غیر معمولی اہمیت ہے۔

سنت رسول ﷺ کو پکڑ کر رکھنے کی وصیت:

آپ ؓ نے ایک وصیت میں فرمایا: ''میری وصیت تمہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرنا اور محمد ﷺ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھو، اور ان چراغوں کو جلائے رکھو!'' [**نهج البلاغة خطبة: ۲۳، مشجرا لأولياء**]

آپ ؓ ۱۸ رمضان المبارک کو بوقت سحر شہادت پا گئے۔ ﴿إنا لله وإنا إليه راجعون ○﴾ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ آپ ؓ دار الإمارة میں مدفون ہوئے۔

ازواج واولاد:

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی زندگی میں کسی سے شادی نہیں کی۔ان کی وفات کے بعد کئی عورتوں سے شادی کی۔جن میں امامة بنت ابی العاص، خولة بنت جعفر، اسماء بنت عميس، ام حبيبة بنت ربيعة، محيا بنت امرؤ القيس، ليلىٰ بنت مسعود، ام سعيد بنت عروة وغیرہ شامل ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کے نام درج ذیل ہیں:

حضرات حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، محسن رضی اللہ عنہ، محمد اکبرؒ المعروف: ابن الحنفية، محمدؒ اوسط شهيد كربلا، محمدؒ اصغر، ابوبكرؒ شهيد كربلا، عمر الأطرفؒ، عثمانؒ شهيد كربلا، يحيىٰؒ شهيد كربلا، عونؒ شهيد كربلا، عباسؒ صاحب اللواء، جعفرؒ، عبداللہ شهيد كربلا، عبيداللہ۔ اور بیٹیاں: ام كلثوم الكبرىٰؒ، زينب الكبرىٰؒ، زينب الصغرىٰؒ، ام كلثوم الصغرىٰؒ، حميانةؒ، ميمونةؒ، خديجةؒ، فاطمةؒ، ام الكرامؒ، نفيسةؒ، ام سليمةؒ، امامةؒ، ام ابيهاؒ۔آپ کی بعض بیویوں اور اولاد کے نام وتعداد میں اختلاف وارد ہے۔آپ کی نسل حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، عمر الأطرفؒ، عباسؒ اور محمدؒ سے چلی۔[المعارف، مشجر الأولياء، العمدة، المصاهرات]

حکمت و بلاغت میں اونچا مقام:

احمد حسن زیات لکھتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے بعد گزشتہ یا بعد میں آنے والوں میں کوئی بھی علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ فصیح البیان شخص نظر نہیں آتا۔خطابت میں بھی ایسا شخص نظر نہیں آتا جو ایسا زبان آور اور قادر الکلام ہو۔وہ حکیم تھے، حکمت کے سوتے ان کے بیان سے پھوٹتے تھے۔وہ خطیب تھے، بلاغت کا دریا ان کی زبان سے رواں تھا۔وہ واعظ تھے، سمع وقلب پر چھا جانے والے۔رواں وشاداب قلم، جن کے دلائل بڑے قوی وعمیق ہوتے تھے۔کلام و بیان پر اس درجہ قدرت تھی کہ جس بات کو چاہتے اور جس طرح چاہتے ادا کرتے۔اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سب سے بڑے خطیب اور انشاء پردازوں کے امام تھے؛ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نہج البلاغة کا اکثر حصہ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب اور مدخول ہے۔[تاريخ الأدب العربی ص ۱۳۵، المرتضیٰ ص ۱۸۶]

سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں: آپ رضی اللہ عنہ کے پُرحکمت کلمات، وصیتوں اور امثال کی سب سے بڑی

خصوصیت یہ ہے کہ بہت ہی واضح اور روشن طریقہ پر بتا رہے ہیں کہ یہ سب سلامتِ فکر، قوتِ مشاہدہ، باریک بینی، زندگی کے گہرے مطالعہ اور لوگوں کی فطرت شناسی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام اور تحریریں گہرے اور طویل تجربات کا نچوڑ ہیں، جو نفسیاتِ انسانی کے عمیق مطالعہ، اسرارِ حیات سے واقفیت اور قوموں کی صحیح نبض شناسی کا نتیجہ ہے۔''

آپ ؑ کے حکیمانہ کلام کے کچھ نمونے:

- ہر انسان کی قیمت اس کے خاص ہنر سے لگائی جاتی ہے۔
- لوگوں سے ان کی ذہنی سطح وفہم کے مطابق بات کرو۔
- لوگوں کے ساتھ اس طرح مل گھل کے رہیں کہ اگر تم مرجائیں، تو لوگ تجھ پر روئیں، اگر زندہ رہے تو تمہاری طرف مشتاق ہوجائیں۔
- آدمی جو بھی چیز دل میں چھپاتا ہے؛ اس کی زبان اور چہرے کے صفحہ پر ظاہر ہوکر رہتی ہے۔
- خبردار! بے وقوف کی دوستی سے ہوشیار رہو، وہ تجھے فائدہ پہنچانا چاہے گا؛ مگر نقصان پہنچائے گا۔
- خبردار! کنجوس کی دوستی سے دور رہو!، وہ تجھ سے اس وقت دور ہوجائے گا جب تو اس کا شدید محتاج ہوگا۔
- خبردار! فاسق فاجر کی دوستی سے دور رہو!، وہ تافہ (ردی) چیز کے بدلے میں تجھے فروخت کرے گا۔
- خبردار! جھوٹے کی دوستی سے دور رہو!، وہ سراب کی طرح ہے، دور کو قریب اور قریب کو دور دکھائے گا۔
- عقلمند شخص کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔
- جب عقل مکمل ہوتی ہے، تو کلام کم ہوجاتا ہے۔
- اے اللہ! مجھے ان کی میرے بارے میں سوچ سے بہتر بنادے، اور جو وہ نہیں جانتے ہمیں معاف فرما۔
- میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوئے: محبت میں غلو کرنے والا اور نفرت میں دشمنی رکھنے والا۔
- صبر، مصیبت کے حساب سے اترتا ہے۔
- جو شخص مصیبت میں اپنے ہاتھ اپنی ران پر مارتا ہے۔ اس کا عمل رائیگان ہوا۔
- اپنے بھائی کو عتاب کر اس پر احسان کرکے، اور اس کے شر کو روک لے اس پر انعام کرکے۔
- جو اپنے نفس کو شک کی جگہوں میں ڈالے، تو اس کے متعلق بدگمانی رکھنے والے کو ملامت نہ کرے۔

- جو صرف اپنی رائے پر چلا وہ ہلاک ہوا، جو لوگوں سے مشورہ لے' وہ ان کی عقل میں شریک ہوا۔
- مردوں کے اکثر قتل گاہ لالچ کی چمک کے نیچے ہوتے ہیں۔
- میں نے اللہ کو پہچان لیا ارادوں کے ٹوٹنے، مضبوط بندھنوں کے کھل جانے اور ہمتوں کے ٹوٹ جانے پر۔
- اپنے دوست سے ایک حد تک دوستی کر، ممکن ہے کہ کسی دن وہ تیرا دشمن بن جائے۔ اور اپنے دشمن سے ایک حد تک دشمنی کر، ممکن ہے کہ ایک دن وہ تیرا دوست بن جائے۔
- حق مردوں سے نہیں پہچانا جاتا۔ تو حق کو پہچان، اہل حق کی پہچان ہو جائے گی۔
- علماء سارے زمانے میں زندہ ہیں۔ صرف ان کے ابدان گم ہوئے ہیں، ان کے آثار دلوں میں موجود ہوتے ہیں۔ [نهج البلاغة، الذريعة إلى أحكام الشريعة]

آپ رضی اللہ عنہ کے بعض ارشادات وعقائد:

سید ابو الحسن علی ندوی رقمطراز ہیں: ''اولین اور خاندان اہل بیت کے گل سرسبد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرات حسنین رضی اللہ عنہما، محمد بن علیؒ اور تمام اولادِ علیؒ واحفاد اطہار' اسلام کے صاف ستھرے عقیدہ توحید وسنت اور ختم نبوت پر سختی سے کاربند تھے۔ یہ وہ عقیدہ تھا جو انہیں اپنے نبی اور جد امجد ﷺ سے ملا تھا۔ اور جسے لے کر آپ ﷺ دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ جس پر تمام اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم وتابعین عظامؒ کاربند تھے۔ اور جسے عاملین بالکتاب والسنۃ تھامے ہوئے ہیں۔ جس کا نام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔''

اہل بیت کا عقیدہ تھا کہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اور یہی دین کامل ہے۔ اس کے بعد کوئی نبوت آئے گی اور نہ جدید طریقہ پر شریعت سازی کا کام ہوگا۔ دین میں کمی کی گنجائش ہے، نہ اضافہ کی اجازت۔ اور نہ کسی قسم کے قطع و برید کی گنجائش ہے۔

قرآن کریم منزل من اللہ ہے۔ اس کے مضمون سے ہٹ کر کوئی زائد چیز ان کے پاس نہیں۔ البتہ فہم قرآن کریم کی نعمت موجود ہے، جو اللہ تعالیٰ کسی توفیق والے کو عطا فرماتا ہے۔ یہ قرآن کریم آمر، زاجر، صامت، ناطق، حجة الله على الخلق ہے۔ قرآن کریم، سنت مطہرہ اور ائمہ ہدایت سے ہٹ کر جو چیز ہو، اسے اللہ پاک کے حوالہ کرنا ضروری ہے۔